تحریر: جناب بشیر احمد ایم اے فلیچر اسکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی ۔ترجمہ: ڈاکٹر سبطین لکھنوی

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

(قسط سوم)

گورنر جنرل کی طرف سے دستور ساز اسمبلی کو معزول کر دینے کے ظالمانہ آمرانہ اور اس کے غیر جمہوری فعل پر قادیانیوں نے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گورنر جنرل کے اس اقدام کو عاقلانہ منصفانہ اور بروقت اقدام قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ قدم اگر نہ اٹھایا جاتا تو حالات مزید ابتر ہو جاتے۔ الفضل لاہور نے لکھا اس اقدام کا خوش نما پہلو یہ ہے کہ یہ نئے انتخابات کا حامل ہے۔ جس کے نتیجے میں جدید اسمبلی کا وجود عمل میں آئے گا" الفضل نے انتہا پسند لیڈروں کو خبردار کیا کہ وہ قوم کی قسمت سے وہ کھیل نہ کھیلیں جو مصر میں اخوان المسلمون والے کھیل رہے ہیں (روزانہ الفضل لاہور مطابق ۵ نومبر ۱۹۵۲ء) میرزا محمود قادیانی نے گورنر جنرل کے اس اقدام پر ایک خطبے میں اپنے گہرے اطمینان کا اظہار کیا۔ خلیفہ ربوہ نے انکشاف کیا کہ وہ گورنر جنرل کے اس اقدام سے تین روز پہلے برسر اقتدار جماعت کو اس کی طاقت کے ٹوٹ پھوٹ کر رہ جانے کا اشارہ دے چکے ہیں جو وطن کو بچالینے کے نقطہ نظر سے شرارتیں پیدا کر رہے تھے۔ خلیفہ ربوہ نے دعویٰ کیا کہ اس کی یہ پیش گوئی معجزانہ حد تک پوری ہو کر رہی (میرزا محمود کے کشف والہامات اور خوابوں کا مجموعہ "کتاب المبشرات صفحہ ۲۹۸) میرزا محمود قادیانی نے گورنر جنرل کے مذکورہ اقدام کو بڑی گھن گرج کے ساتھ ایک منصفانہ عمل سے تعبیر کرتے ہوئے کہا کہ دستور ساز اسمبلی اپنی حیثیت سے پہلے ہی کھو چکی تھی۔ ڈاکٹر خان جیسے غیر مسلم لیگی شخص کی نئی کابینہ میں شمولیت پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا اور ان لیگی ارکان کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا جو اینٹی احمدیہ (اینٹی قادیانی) رویے کو اپنائے ہوئے تھے (روزنامہ الفضل لاہور مطابق ۵ نومبر ۱۹۵۴ء)

اسلامی تحریکیں اور ان قادیانی مخالت

قادیانیوں نے ۱۹۵۰ء کے لوائل میں مسلمان ملکوں کے اندر اپنی سرگرمیاں شدید قسم کی حد تک پیدا کر لی تھیں۔ جو اسلامی تحریکیں پاکستان اور عرب دنیا میں کام کر رہی تھیں ان کے خلاف رسوائیوں کے سامان بھی طیار کر لیئے تھے۔ ان اسلامی تحریکوں کو سرنگوں کرنے میں سامراجی اور صیہونی ایجنسیاں ایران، عراق اور مصر میں پہلے ہی سے مصروف کار تھیں۔ استعمار نو کی حیثیت سے طاقت کے حصول کی خاطر، امریکہ بہادر نئی نئی آزادی حاصل کر لینے والے ایشیائی ممالک کے لیئے اپنے مضبوط اور مستحکم موکل پیدا کرنے کی اسٹریجی طیار کر چکا تھا۔ مصر اور شام (صدر ناصر کے زیر اثر) امریکن اسٹریجی میں شمولیت کے خواہش مند نہیں تھے۔ ادھر ڈاکٹر مصدق برطانوی استعمار کی غلامی سے نکل جانے کا عزم کیئے ہوئے تھے۔ امریکہ نے برطانیہ کی پیدا کردہ عراق کی ہاشمی سلطنت کو امریکن دفاعی اسٹریجی کو وسیع تر بنانے کی خاطر بہ طور کلید استعمال کیا۔ اور "معاہدہ بغداد" کو منظم کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی۔ یہ سب کچھ مشرق اوسط میں اشتراکی اور اشتمالی عناصر کو اپنا اطاعت گزار بنانے اور ایران میں ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا

خاتمہ بالخیر کرنے کے لئے کیا جا رہا تھا۔ اسرائیل میں قادیانیوں نے صیہونیت کی زیر نگرانی کام کیا۔ مشرق اوسط میں مذہبی اور سیاسی بد عنوانیوں کو جنم دیتے رہے۔ عرب ممالک اپنی سرزمین پر قادیانی مشنریوں کو کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس لیئے وہاں انہیں چوری چھپے اپنی سرگرمیاں جاری رکھنی پڑتیں۔ یا پھر انگریز بہادر کی طرف سے پیدا کردہ قادیانی حفاظت گاہ کی طرف قادیانی کارکن پھیل جاتے۔ قادیانی سرگرمیوں میں مصر کی جماعت اخوان المسلمون ان کا خاص نشانہ تھی جسے قادیانی کارکن ایک کمیونسٹ اور فسطائی تحریک کہتے تھے۔ دور اندیش اور پڑھے لکھے طبقے کو شاید اخوان المسلمون کا پروگرام اپیل نہ کرتا ہو۔ لیکن مصر کے عام مسلمان اس تحریک کے عاشق تھے۔ اس تحریک کی آواز انہیں اپیل کرتی تھی۔ تاکہ عرب دنیا مغربی استعمار کے جوتے کو اتار کر پھینک دے (المسلم کراچی ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء) قادیانی نقیب "الفضل" نے اخوان طبقے پر ایک ایسی مہمیز لگائی جو کوڑے برسانے والی آواز کی طرح محسوس ہوتی تھی۔ اور الزام عائد کیا کہ اخوان المسلمون اس عبداللہ بن سبا کی مصر کے استحکام کے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہے۔ جس کی سازشیں گزشتہ دور میں بھی کامیاب رہ چکی ہیں (الفضل لاہور مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء) برطانوی دلچسپی سویز کے مسئلے میں ملوث تھی۔ قادیانی پریس نے اس مسئلے پر مغلظات بکنے کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ فوراً توڑ پھوڑ بے چینی اور لاقانونیت پھیلانے کے علاوہ قادیانیت مصر میں اسلام دشمنی کردار کی صیہونی تعمیل احکام میں مصروف ہو گئی قادیانی کارکن مصری حکومت پر گرفت حاصل کرنے کی خاطر فسطائی ہتھکنڈے استعمال کرنے پر ایمان رکھتے تھے اور مصری حکومت کے خلاف پھر اس کارروائی اور حرکت کو بلند کر رہے تھے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا (الفضل لاہور شمارہ ایضاً) اس مفروضے کی بناء پر کہ جماعت اسلامی مصر کی جماعت اخوان المسلمون کا ایک اولین نمونہ ہے قادیانیوں نے جماعت اسلامی کی سات سالہ زندگی پر حملے کئے اور الزام عائد کیا کہ اخوان المسلمون کی طرح جماعت اسلامی بھی ایک جنونی اور سیاسی جماعت ہے۔ ربوہ کے سرکاری آرگن نے لکھا کہ دوسری جماعتوں کے تعاون کے ساتھ جماعت اسلامی اگر کامیاب ہو گئی تو یہ جماعت وہی آپریشن کرے گی جو انقلابی حکومت کے ساتھ مصر کے اخوان المسلمون والے کر رہے ہیں۔ اس تعاون کا نتیجہ بالآخر قسمت کی تباہی ہوگا الفضل ۱۹ نومبر ۱۹۵۴ء عرب دنیا کی دیگر اسلامی تنظیمیں جو دنیائے عرب کے لیئے اقتصادی اور سیاسی نجات کے لیئے کام کر رہی تھیں۔ قادیانیوں نے ان کے خلاف بھی ملامتی پروپیگنڈہ کیا۔ انڈونیشیا کی دارالسلام پارٹی اور ایران کے فدایان اسلام پر بھی قادیانیوں نے حملے کیئے۔ انہیں ایسی فسطائی تنظیموں کا نام دیا جو طاقت اور خون ریزی پر ایمان رکھتی تھیں قادیانیوں نے اسلامی دنیا سے کہا کہ وہ ان پارٹیوں کی تحقیقات کرے اور ان کی انتشار انگیز کارروائیوں پر قدغن عائد کر دے (الفضل لاہور مطابق ۶ نومبر ۱۹۵۴ء) قادیانیوں نے ایک اخبار کا حوالہ دیتے ہوئے زور دار الفاظ میں لکھا کہ انڈونیشیاء کی ماشومی پارٹی قابل ستائش ہے کیونکہ اس جماعت کے لیڈر نے ظفر اللہ خان قادیانی کے حق میں ایک مشورہ لکھا ہے (الفضل ربوہ مطابق گیارہ جنوری ۱۹۵۵ء) یہاں یہ بات دلچسپ اور نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ انڈونیشیاء کی "ماشومی پارٹی" بہ ظاہر اسلامی اور بہ باطن فطری طور پر مختلف العناصر اجزاء کا مجموعہ ہے مولانا مسعود عالم ندوی علیہ الرحمتہ انکشاف کرتے ہیں کہ عالم اسلامی کانفرنس منعقدہ ۱۹۵۱ء میں انہیں شریک ہونے کا موقع ملا تو انہوں نے محسوس کیا کہ انڈونیشیا کی موتمر عالم اسلامی کے جملہ ارکان ماشومی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا لیڈر شمس

الرجال قادیانیت کی حمایت کی طرف میلان رکھتا تھا۔(کتاب دنیائے اسلام کی موجودہ تحریکیں از مولانا مسعود عالم ندوی صفحہ ۱۸) اپنے سامراجی استادوں اور صیہونی لابی کی ہدایت کے مطابق قادیانی حضرات پاکستانی سیاست میں مداخلت کرنے لگے۔ پاکستان میں اسلامی دستور کے نفاذ، اور ملاؤں کی مذہبی حکومت کے نظریئے پر قادیانیوں نے تابڑ توڑ حملے کیئے اور لکھا "ہم دستور بنا سکتے ہیں لیکن ہمارے سیاسی راہنماؤں کا تعلق ان نعروں کے ساتھ ہے جو غلط لوگوں کی طرف سے بلند کیئے جارہے ہیں۔ وہ صراط مستقیم کی بجائے عوام کو مکروہ اور قابل نفرت راستے پر لیئے چلے جا رہے ہیں (الفضل لاہور مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء) ضرورت اس امر کی۔ ہے کہ دستور ایسے اصولوں کی بنیاد پر طیار کیا جائے جو انفرادی طور پر، کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت پر کوئی اعتراض وارد نہ کر سکتا ہو۔ شہریوں کے حقوق کی ضمانت دے سکتا ہو۔(الفضل ربوہ ۲۲۰ جولائی ۱۹۵۵ء) الفضل ربوہ نے پاکستان کی آٹھویں برسی کے موقع پر (۱۴ اگست ۱۹۵۵ء) کو پاکستانی سیاسیات کے اندر مسلم لیگ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا کہ لیگی ارکان "اسلام دشمن" ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اسی لیئے مسلم لیگ اپنی وقعت کھو چکی ہے۔ قادیانی نقیب نے ان عناصر پر دستور سازی کا حکم جاری کر دیا۔ نئی دستور ساز اسمبلی میں اہم قانون مغربی پاکستان کے ون یونٹ کو قائم کرنے کا تھا۔ جسے ۱۹۵۵ء میں پاس کر دیا گیا تھا۔ کراچی سمیت پاکستان کے چاروں صوبوں (سندھ، پنجاب، بلوچستان، اور سرحد) کو ایک صوبہ بنایا جا رہا تھا۔ جس کو "مغربی پاکستان" کا نام دے دیا گیا تھا۔ بہاول پور، خیر پور میں قلات مکران، اور دیگر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو مغربی پاکستان میں مدغم کرنے کا اہتمام موجود تھا۔ "الفضل" نے ون یونٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "مشرقی اور مغربی پاکستان ایک مرکز کے تحت دو یونٹ بنا دیئے جائیں گے۔ اس عمل کو آسان اور عملی تجربے کا نام دیا جارہا ہے۔ "الفضل" نے ان لیڈروں کو اپنی شدید تنقید کا نشانہ بنایا جو ملک کے دونوں بازوؤں کے اتحاد کو اسلامی نظریات کے تحت متحد رکھنے کی تکمیل کے خواہاں ہیں۔ قادیانیت کے اس سرکاری اخبار نے لکھا "ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلم ممالک میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد کی جا رہی ہے۔ یہ سیاسی جماعتیں اسلامی حکومت کو قائم کرنے کے بعد نہ تو "اسلامی حکومت" کو چلا سکیں گی اور نہ ہی ان جماعتوں کے سرغنے پاکستان میں اس کا کوئی نتیجہ حاصل کر سکیں گے۔ ان دلائل میں کوئی وزن نہیں کہ اسلامک آئیڈیالوجی" اتحاد کی بنیاد قائم کرے گی۔ یہ سیاسی جماعتیں اپنے عقیدے دوسرے مذاہب کے دل و دماغ میں ٹھونسنا چاہتی ہیں۔ جبکہ اسلام پارٹی پالیٹکس کی اجازت نہیں دیتا۔

"اسلامی اتحاد" ملکی اور ملی اتحاد اور یک جہتی کی بنیاد ہو گی۔ ان دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے۔ "اسلامی آئیڈیالوجی" کا مطلب یہ ہو گا کہ عصر حاضر میں جن لوگوں کے ہاتھ میں عصائے حکمرانی ہے۔ یہ لوگ جب تک اسلامی آئیڈیالوجی کے مفسر سرغنوں سے اسلامی عقائد کی تعبیر سے تقویت حاصل نہ کر لیں اس وقت تک یہ فرمانبردار نہ تو مسلمان ہیں۔ اور نہ ہی اسلام کو تسلیم کرتے ہیں الفضل لاہور مطابق ۲۰۵ نومبر ۱۹۵۴ء) پاکستان میں غیر جمہوری اقوام کا ذمہ دار امریکہ کا حلیف بیورو کریٹ علیل اور مخبوط الحواس ملک غلام گورنر جنرل تھا۔ جس نے آمرانہ اقتدار کی بنیاد قائم کی تھی ۱۹۵۵ء میں علالت کی بنا پر ملک غلام محمد گورنر جنرل نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ اس استعفیٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ الفضل نے لکھا

"ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان مستعفی ہوگئے ہیں" "اپنے دور اقتدار میں موصوف نے جس جرات اور استحکام کے ساتھ پاکستان کی خدمت کی یہ خصوصیات صرف قائد اعظم میں پائی جاتی تھیں۔ مقبول عام ہونے کے لحاظ سے موصوف ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ قائد اعظم کے بعد انہیں اپنے دوستوں اور دشمنوں میں یکساں طور پر عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ بعض لیڈرروں کی طرف سے غلط فہمیاں پھیلانے کی وجہ سے چند روز ہوئے ملک میں ایک بحران پیدا ہو گیا تھا۔ اور ملک کا لاقانونیت میں ڈوب جانا اس بحران کی بنا پر ایک حقیقت بن چکی تھی۔ اپنے دانش مندانہ اقدام سے ملک غلام محمد نے وطن کو افراتفری سے بچا لیا۔ گورنر جنرل اگر اپنا مضبوط اور طاقتور ہاتھ استعمال نہ کرتے تو پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جاتا۔ چند مردود اور خبیث لوگوں نے ملک غلام احمد کے اس طاقتور ہاتھ کو استعمال کرنے کی اگرچہ مخالفت کی۔ لیکن اعتدال پسند معاشرے نے اونچے پیمانے پر ان کے اس عمل کو سراہا جب ایک مورخ پاکستان کے ابتدائی ایام کی تاریخ پر قلم اٹھائے گا تو ہم (قادیانی) پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ملک غلام محمد کے نام کو مذکورہ مؤرخ ان شخصیات کے زمرے میں لکھے گا جو پاکستان کے خیر خواہ تھے اور پاکستان کو بحران سے صحیح سلامت نکال لانے میں موصوف ایک راہنما تھے۔ ملک غلام محمد نے اس قسم کی نمایاں خدمات سر انجام دے کر قائد اعظم کے صحیح جانشین بن جانے کا حق ادا کر دیا۔ موصوف نے اپنے استعفیٰ میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ ان کی خدمات کا فیصلہ تاریخ کرے گی۔ یہ صرف الفاظ نہیں ہیں بلکہ حقیقت کی آرتی اتاری گئی ہے۔ باوجود یہ کہ ملک اور قوم ان کی خدمات مزید کے آرزو مند تھے لیکن ملک صاحب اپنی گرتی ہوئی صحت کی بنا پر مستعفی ہوگئے ہیں (الفضل لاہور۔ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۵۵ء)

الوداعی دولتیاں

عالمی سیاسی حالات کے تناظر کے مطابق ۱۹۵۳ء میں روسی اقتدار کی تبدیلی نے امریکہ اور پاکستان میں سیاست کی ایک نئی چال بطور اضافہ منظر عام پر آئی۔ آئزن سہاور کے صدر بن جانے کے آغاز ہی میں اپنے سکریٹری آف اسٹیٹ جان فاسٹر ڈلز سمیت واشنگٹن میں بیٹھ کر عالمی سیاست پر نظر ڈالی بوگرہ وزارت عظمیٰ بڑی تیزی کے ساتھ ریگ رواں کی طرح پاکستان کو امریکہ کے قریب لے جا چکی تھی۔ ۲ اپریل ۱۹۵۴ء کو پاک ترکی دفاعی معاہدے پر کراچی میں دستخط کیئے گئے۔ اس معاہدے کے ٹھیک ایک ماہ بعد ۱۹ مئی ۱۹۵۴ء کو امریکہ اور پاکستان کے مابین باہمی تعاون اور حفاظتی معاہدے پر بھی کراچی میں دستخط ثبت ہو چکے تھے۔ ایک اور استعماری حرکت عالمی سیاست کی کشتی رکھنے والی نشست پر [illegible] بہادر کے قابض ہو جانے کا امکان تھا۔ (اس کو روکنے کے لئے للمترجم) مشرق کی طرف سے منیلا معاہدہ انجام پایا حسب ذیل ممالک نے اس معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، تھائی لینڈ، پاکستان، اور فلپائن "معاہدہ سیٹو" صرف کمیونسٹ ممالک کے خوف کو دور کرنے کی ضمانت دے سکتا تھا۔ لیکن پاکستان ان ممالک سے اپنا خوف دور کرنے کی ضمانت کا اضافہ چاہتا تھا جو غیر کمیونسٹ تھے ظفر اللہ خان قادیانی کا بیان ہے کہ موصوف نے اس مسئلے پر امریکن سکریٹری آف اسٹیٹ مسٹر ڈلز کے ساتھ تبادلہ خیال کیا تھا لیکن نتیجہ ڈھاک کے تین پات ہی رہا وہ ایک دوسرے کا خاص احترام کرتے تھے۔ دونوں کا

ایک قانونی پس منظر تھا۔ جاپان کی امن کانفرنس میں مسٹر ڈلز چودھری جی سے انتہائی گرم جوشی کے ساتھ ملے۔ لیکن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تقریر میں ظفر اللہ خان قادیانی نے مسٹر ڈلز کی ساری داد و ستائش انہیں واپس کر دی اور اپنی تقریر میں کہا کہ مسٹر ڈلز کے نوبل تصور اور ان کے متکبرانہ نظریات نے چودھری کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ (جنرل اسمبلی کی بحث ۱۸ ستمبر ۱۹۵۳ء) امریکہ کے سکریٹری آف اسٹیٹ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ سینیٹ کی منظوری کے بغیر وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ظفر اللہ خان قادیانی کا بیان ہے کہ حکومت پاکستان سے مزید ہدایات لینے کا چونکہ وقت نہیں رہا تھا۔ اس لیئے انہوں نے مذکورہ دستاویز پر اپنے اس ریمارک کے ساتھ دستخط کر دیئے تھے۔ "حکومت پاکستان کو یہ کاغذات بھیجنے کے لیئے میں یہ دستخط کر رہا ہوں تاکہ حکومت دستوری کارروائی کے مطابق اس پر کوئی فیصلہ دے سکے (کتاب حدیث نعمت صفحہ ۶۰ از ظفر اللہ قادیانی نیز ملاحظہ ہو کتاب "OF GOD THE SERVANT" صفحہ ۲۱۴ نے ظفر اللہ خان قادیانی معاہدہ مذکورہ کے خاص طرز بیان میں چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کے یہ الفاظ شائع نہیں کیئے گئے۔ حکومت پاکستان نے ۱۹ جنوری ۱۹۵۵ء میں اس معاہدے کو تسلیم کر لیا اور بعد کے سالوں میں اس معاہدے کے ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے اپنے آپ کو زندہ رکھا (POLICY PAKISTAN AND ITS FOREIGN صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ لندن ۱۹۷۳ء) ممتاز صحافی معظم علی بیان کرتے ہیں کہ منیلا کانفرنس کی مکمل کارروائی اور کوائف سے انہوں نے وزیر اعظم پاکستان بوگرہ صاحب کو آگاہ کر دیا تھا۔ بوگرہ صاحب نے اس پر کابینہ کی فوری میٹنگ طلب کر لی تھی۔ اور ایک بحری تار کے ذریعہ ظفر اللہ خان قادیانی کو مطلع کر دیا تھا کہ وہ مذکورہ معاہدے کی شق کو قطعاً قبول نہ کریں۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور، اشاعت ۲۹ نومبر ۱۹۷۱ء) لیکن چودھری جی اس معاہدے پر اپنے دستخط ثبت کر دینے کے بعد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیئے نیو یارک کو پرواز کر چکے تھے۔ سینٹو" معاہدے کا راستہ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی نے ہموار کیا تھا جب سی آئی اے نے ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تو چودھری جی آنجہانی شاہ ایران سے خاص ملاقات کے لیئے ایران پہنچ گئے تھے۔

(کتاب THE SERVANT OF GOD از ظفر اللہ قادیانی صفحہ ۲۰۴) ستمبر ۱۹۵۵ء میں پاکستان معاہدہ بغداد میں شامل ہو گیا تو اس معاہدے کے ارکان ممالک کی افواج کو یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ وہ خطہ پاکستان کی سرزمین کو حالات کے تقاضوں کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں ۱۹۵۴ء میں امریکہ بہادر نے اپنا مطمع نظر بنانے کی خاطر، پاکستان کے شہر، پشاور کو ایک بہترین ٹکڑے کے طور پر بنیاد بنا لیا تھا (بشیر بن طاہر خلیل کی کتاب (PAKISTAN THE UNITED STATES AND صفحہ ۶ طباعت امریکہ ۱۹۸۲ء) عراق کے فوجی انقلاب "COUP" کے بعد اس معاہدے کے "سینٹو" کا نیا نام الاٹ کر دیا گیا۔ سینٹو معاہدے کا اصل مقصد یہ تھا کہ پاکستانی فوج کو محض پیسے کے لالچ میں کام آنے والی ایک ایسی فوج بنا دیا جائے جو امریکی دلچسپیوں کا مشرق وسطیٰ میں دفاع کر سکتی ہو (طارق علی صفحہ ۵۷) عرب دنیا کو "سینٹو" معاہدے نے پاکستان سے برگشتہ کر دیا۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی اسلامی دنیا میں تندور پر پکی ہوئی نالائقی اور نا اہلی تصور ہونے لگی۔ لوگ باگ اس معاہدے کو ایک ایسا منصوبہ سمجھتے تھے جس کو ایشیاء کے معاملات میں دلچسپی رکھنے والے مغربی اور امریکی سامراج نے تیار کیا تھا۔

چودہری ظفر اللہ خان قادیانی
عالمی عدالت کے جج کیسے منتخب ہوئے

برطانوی ہندوستان کی طرف سے آزادی سے ایک سال عالمی عدالت کے جج متعینہ ہیگ کے لیئے نامزد تھے۔ اس منصب کے لیئے پنڈت جواہر لال نہرو نے ان کا نام تجویز کیا تھا۔ لیکن امریکہ بہادر نے عین آخری لمحات پر پولینڈ کے نمائیندے کے حق میں چودھری کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا تھا اور اس طرح انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ۱۹۵۴ء میں امریکہ بہادر انتہائی مشتاقانہ جذبے سے آئی - سی جے میں ان کی خدمات کا خواستگار بن گیا۔ یوں امریکہ کی زبردست حمایت کی وجہ سے ظفر اللہ خان قادیانی عالمی عدالت کے جج کے عہدے پر فائز ہوگئے۔ موصوف خود بیان کرتے ہیں کہ سر این بی راؤ جو فروری ۱۹۵۲ء میں اس منصب پر براجمان ہوئے تھے۔ اپنی مدت کی تکمیل سے پہلے ہی ان کا وہانت ہو گیا یعنی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس خالی جگہ کو پر کرنے کے لیئے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری نے نامزد افراد کے نام طلب کر لیئے۔ وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے اس منصب کے لیئے چودھری جی کو دستگیری حاصل نہیں تھی۔ مئی ۱۹۵۴ء کے آخر میں بھارت کے ساتھ پیدا ہو جانے والی پانی کے بارے میں مشکلات صاف کرنے کے لئے واشنگٹن جا پہنچے۔ وہاں انہوں نے امریکہ کے اسسٹنٹ سیکرٹری آف اسٹیٹ کرنل (BYROAD HANK) ہینک بائی روڈ کے ساتھ ملاقات کی اور انہیں اسسٹنٹ ڈیپارٹمنٹ میں رہنے کی تلقین کی ہینک نے کہا " یہ بات میرے علم میں ہے کہ پاکستان کی وزارت خارجہ سے مستعفی ہو کر آپ عالمی عدالت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اگرچہ نامزدگی کی تاریخ گزر چکی ہے۔ لیکن امریکن سیکرٹریٹ آپ کے نام کی تجویز کو پہلے ہی سے ارسال کر چکی ہے۔ ظفر اللہ مطمئن ہوگئے۔ عالمی عدالت کا جج منتخب ہونے کے لیئے ایک دوسری مشکل پر قابو پانے کے لئے چودھری جی نے مسٹر ہینک سے ایک اور اپیل کی کہ نومبر ۱۹۵۳ء میں سر راؤ کے وہانت کے بعد اپنے امیدوار کو کامیاب کرانے کے لیئے بھارت کی جدوجہد زوروں پر ہے ذی مقدرت لابیاں بھارتی امیدوار کو کامیاب کرانے کے لیئے بھارت کے ساتھ تعاون کرا رہی ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواری ممالک بالخصوص اسرائیل بہ حیثیت امیدوار ظفر اللہ قادیانی کی حمایت میں سرگرم عمل تھے چودھری جی کا مدمقابل حریف جسٹس پال کلکتہ ہائی کورٹ کا جج تھا۔ اور جاپانیوں کے ساتھ جنگ کے دوران میں جنگی مجرموں کے ٹریبونل کا ممبر بھی رہ چکا تھا۔ جنگی مجرموں کا مقدمہ جب ٹریبونل کے سامنے پیش ہوا تو اپنے دیگر رفقاء کار جج حضرات کے برعکس مسٹر راؤ نے ایک مختلف الرائے نوٹ لکھ دیا تھا۔ ظفر اللہ قادیانی نے کہا کہ مسٹر پال کا یہ اختلافی نوٹ بیان کرتا ہے کہ جنگی مجرموں کا چالان بذات خود ایک جنگی جرم ہے "فطری طور پر چودہری جی کی اس رائے نے امریکہ کے دل میں سنگین حد تک ناراضگی پیدا کر دی۔ وہ جاپانیوں کو قاتل کہنے والوں سے متاثر تھا۔ اس بناء پر امریکی بچہ جمہورا کے مقابلے میں جسٹس پال کی کامیابی کے امکانات کم ہو گئے۔ پاکستانی مشن نے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو کامیاب کرانے کے لئے ڈپلومیٹک سطح پر تعاون کے لیئے دور دراز تک اپنی جدوجہد شروع کر دی۔ جنرل اسمبلی کے ابتدائی اجلاس میں (منعقدہ ۱۹۵۴ء) میں سیکورٹی کونسل کی پوزیشن یہ تھی کہ جن اسٹیٹس کے پانچ ممبروں نے بھارتی امیدوار کو ووٹ دینے کا وعدہ دے رکھا تھا۔ اس وعدہ کے

بارے میں ترکی اور سینٹو کے ارکان نے تبدیلی پیدا کر دی۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پاکستان کے حق میں چھ ووٹ اور بھارت کے حق میں پانچ ووٹ برآمد ہوئے۔ سیکورٹی کونسل اسمبلی میں پاکستان کے حق میں ۲۹ ووٹ آئے۔ اور بھارت کی حمایت میں بتیس ۳۲ ووٹ۔ اسمبلی کا نتیجہ غیر فیصلہ کن ثابت ہوا۔ کیونکہ مکمل اکثریت کے بارے میں تینتیس ۳۳ ووٹوں کی ضرورت تھی اس فیصلے کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت تھی۔ اسی دوران میں ثابت ہوا کہ پاکستانی امیدوار نے سیکورٹی کونسل میں اکثریت حاصل کرلی ہے کیونکہ دوبارہ ووٹ دہرانے میں ظفر اللہ قادیانی نے تینتیس ۳۳ ووٹ حاصل کرلیئے ہیں اور ظفر اللہ قادیانی منتخب کرلیئے گئے ہیں۔

قادیانی خلافت کی باہمی نزاع اور کھینچا تانی

کتاب THE SERVANT OF GOD صفحہ ۲۱۷ از چودھری ظفر اللہ خان قادیانی) ظفر اللہ خان کی یہ کامیابی امریکن اور مغربی "لابی" کی فراہم کردہ تھی میرزا محمود قادیانی کا سر قلم کر دینے کا ارادہ لیکر علم الدین ایک قادیانی نے خلیفہ ربوہ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ بڑھاپے کا سٹھیایا ہوا یہ مجموعہ امراض خلیفہ ربوہ جو فالج زدہ بھی تھا اس لئے مذکورہ حملے کے بعد عام افواہ یہ تھی کہ خلافت ماب اب اس زخم کی تاب نہیں لاسکیں گے یہ جان لیوا جو اس نے برداشت کر لیا ہے۔ موصوف جلد ہی اس زخم کی وجہ سے اپنی خلافتی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھینچا تانی کی جو جنگ ربوہ میں شروع ہو چکی تھی۔ اس نزاع نے دھیرے دھیرے طاقت پکڑلی۔ ذی اثر ورسوخ اور اہم قادیانی اکابر خلافت کے منافع بخش کاروبار کی آرزو کرنے لگے۔ میرزا محمود قادیانی کے نمایاں افراد کی طرف سے پیدا کردہ حصول خلافت کا یہ ہیجان خلیفہ قادیان کی ناک کے نیچے پکتا رہا۔ خلیفہ ربوہ نے اپریل ۱۹۵۴ء کے اواخر میں علاج کی خاطر یورپ جانے کا اعلان کیا۔ بہت سے قادیانیوں نے اس کو بد ترین وقت کا عنوان دیا اور سیاسی لحاظ سے خلیفہ کے اس مشن کو تنقید کا نشانہ بنایا ان کا کہنا تھا کہ قادیانی تنظیم کے اندر اوپر کی سطح پر جب داخلی انتشار اور خطرناک موقع پیدا ہو چکا ہے۔ ان حالات میں خلیفہ ربوہ کا مشن صحیح نہیں ہے خلیفہ ربوہ کے پیروکار ایک سازشی ٹولے نے قادیانی خلافت کے خلاف ایک کھلی مہم شروع کر دی۔ قادیانیت کے ایک سازشی اپنی پوزیشن کا دعویٰ کرنے کی خاطر جو مرزا محمود کے پیروکار بھی تھے) ایک کھلی مہم شروع کر دی قادیانی پولیس نے بارہا اپنے روایتی ناقص انداز میں علیحدگی پسند قادیانیوں کی پوشیدہ اور مخفی سرگرمیوں کو قارئین کے سامنے پیش کیا۔ علیحدگی پسندوں نے احمدی قادیانی راسپوٹین یعنی مرزا محمود قادیانی) کی غلط کاریوں کے پردے فاش کیئے اور خلافت ربوہ اقتدار کے علاوہ سقوط ربوہ کی پیش گوئیاں بیان کیں ادھر خلافت ربوہ کے ایجنٹ بھی علیحدگی پسند سرگرمیوں کا توڑ کرنے کے لیئے میدان میں نکل آئے اور ان سے کہا کہ وہ اپنے فاسد ارادوں سے باز آجائیں خاص طور پر خلافت ربوہ کو زمین بوس کرنے کی سرگرمیوں سے رک جائیں۔ علیحدگی پسند قادیانیوں نے جلد ہی حقیقت پسند پارٹی کے نام سے اپنی جماعت قائم کرلی۔

(فاضل مصنف یہاں نسیان کا شکار ہوگئے ہیں علیحدگی پسند قادیانی تنظیم کا اصل نام " احمدیہ حقیقت پسند

پارٹی" تھا للمترجم سید سبطین لکھنوی) حقیقت پسند پارٹی نے جلد ہی زر تعاون بھی حاصل کر لیا اور مشرقی پاکستان تک پھیل گئی میرزا محمود نے قادیانی جماعت کو خط لکھا کہ ان کے پیروکار ان علیحدگی پسندوں سے اپنا میل جول ترک کر دیں خاص طور پر مشرقی پاکستان کے وہ افراد جن کے اندر خلافت کے بارے میں بے چینی بڑھ رہی ہے ان افراد میں مشرقی پاکستان کے دولت احمد رحمن یا شاہ جہان (ڈھاکہ) اور ڈپٹی خلیل الرحمان قادیانی خاص طور پر قابل ذکر تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۴۹۶ الفضل ربوہ اشاعت ۲۱ اپریل ۱۹۵۵ء) روزنامہ الفضل مطابق ۲۱ مئی ۱۹۵۵ء کی ایک اطلاع کے مطابق خلیفہ ربوہ شام SYRIA کی طرف روانہ ہو گئے جہاں وہ ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہے جہاں انہوں نے قادیانی مشنری برائے اسرائیل کے سربراہ مسٹر شریف قادیانی سے رابطہ قائم کیا اور اسرائیل کے صدر مسٹر BENZEVIN اور اسرائیل کے وزیر خارجہ مسٹر MOSHA SHEROZ کے نام پر اسرار ذرائع سے اپنے بعض اپنے اہم پیغامات ارسال کیئے۔ سات مئی کو میرزا محمود لبنان پہنچ گئے اور اپنے ایک مختصر سے قیام کے بعد موصوف لندن جا پدھارے استعمار کا عالمی ڈپلومیٹک چودھری ظفر اللہ خان قادیانی اس یاترا میں میرزا جی کا ہم سفر تھا۔ مذکورہ یاترا سے قبل چودھری عرب دنیا سے متعلقہ دلچسپیوں کے امور پر اردن کے شاہ حسین کے ساتھ ایک ملاقات کر چکے تھے (الفضل ربوہ اشاعت ۶ مئی ۱۹۵۵ء)

سر ظفر اللہ قادیانی کا ایک لبنانی لڑکی بشریٰ کے ساتھ ایک ناکام معاشقہ

لبنان کی ایک لڑکی بشریٰ دمشق میں رہتی تھی۔ بشریٰ کے بزرگوں نے شام کے حسنی خاندان کی تبلیغی جدوجہد سے قادیانی دھرم قبول کر لیا تھا۔ اور وہ اپنے ایک چچازاد محمد قذاق کے عشق میں مبتلا تھی۔ ۱۹۵۲ء میں ان دونوں کا نکاح ہو گیا تھا تو دولت کمانے کی خاطر محمد قذاق خلیجی ممالک جا پہنچا۔ بشریٰ کے عشقیہ خطوط اس کے اندر عشق کی روح پھونکنے کا ایک ذریعہ تھے۔ اچانک بشریٰ کی طرف سے خطوط نویسی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ بشریٰ کو فراموش کر دینا قذاق کے لئے ناممکن تھا۔ اس لئے اس نے اپنے عشق کو باقی عمر کے لئے حرزجاں بنا لیا۔

۱۹۵۵ء میں جب مرزا محمود نے دمشق کا دورہ کیا تو بشریٰ نے اپنے عاشق زاد کو خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ خلیفہ ثانی ربوہ اور چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی کی تعظیم و تکریم کے لئے دمشق پہنچ جائے۔ قذاق نے قاہرہ کے اخبار "الیوم" کو انٹرویو دیتے ہوئے بشریٰ کے ساتھ اپنے نکاح کی پوری داستان سنا ڈالی۔ اور انتہائی افسوس کے ساتھ کہا کہ "اس کی محبوبہ نے اس کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔" بشریٰ کے بھائی محمد نے قذاقی پر دباؤ ڈالا کہ وہ بشریٰ کو طلاق دے دے کیونکہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کے ساتھ بشریٰ کی شادی کے انہوں نے پہلے ہی بندوبست کر رکھے ہیں۔ بشریٰ کے والد کو پینتالیس ہزار پونڈ اور پولش باشندوں کے محلے میں دمشق کے اندر "بستان الخضر" نام کا ایک خوبصورت مکان بھی تعمیر کرا دیا تھا (ماہنامہ شخصیات کراچی صفحہ ۱۵-۱۴ شمارہ ستمبر ۱۹۷۰ء) سر ظفر اللہ قادیانی مرزا محمود کے دورہ دمشق کے دوران میں اس وقت بشریٰ کے عشق کے مبتلا ہو گئے تھے جب موصوف مرزا محمود کے قادیانی مشن کے دورے پر خلیفہ جی کی زیارت کے لئے دمشق گئے تھے اور مرزا محمود ظاہری کاروائی کے تحت بہ غرض علاج

یورپ کے دورے پر تھے۔ ظفر اللہ خان قادیانی نے بشریٰ کے بھائی کو شام SYRIA کے پاکستانی سفارت خانے میں تقرری کی پیش کش بھی کی۔ بشریٰ کی منگنی کے مقدس دن چودھری جی نے بشریٰ کی انگلی میں انگوٹھی ڈالی ہیرے اور جواہرات کا ایک چمکتا دمکتا نکلس اس کے گلے میں ڈالا۔ شادی اور نکاح کی تقریبات دمشق کے پاکستانی سفارت خانے میں انجام پائیں۔ کہا جاتا ہے کہ ظفر اللہ قادیانی کی پہلی شادی اس کی چچازاد اقبال بیگم کے ساتھ ہوئی تھی۔ اقبال بیگم کے مرنے کے بعد اس کی بہن رشیدہ بیگم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا گیا۔ لیکن وہ بھی جب رب قادیان کو پیاری ہو گئیں تو انہوں نے صوبہ بہار کی ایک خاتون بدر بیگم کے ساتھ اپنی شادی رچالی۔ جس کے بطن سے ان کی (اکلوتی) بیٹی امۃ الحیٰ پیدا ہوئیں۔ بعد میں بدر بیگم نے ظفر اللہ خان سے طلاق لے لی۔ شام SYRIA کے مفتی نے بشریٰ کے ساتھ شادی، کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا۔ ملک شام کے دوسرے اسکالر، الشیخ محمد خیر القادری نے ظفر اللہ خان کی شادی کی تقریبات کا دمشق کے پاکستانی سفارت خانے میں انتظام و انصرام پر تنقید کرتے ہوئے پُر زور احتجاج کیا۔ موصوف نے اس شادی کو غیر قانونی اور غیر اسلامی قرار دیا۔ انہوں نے کہا ظفر اللہ قادیانی ایک غیر مذہب سے تعلق رکھتا ہے جسے برٹش سامراج نے جنم دیا اور اسے پروان چڑھایا تا کہ عقیدہ جہاد کو منسوخ قرار دے کر اس کو نیست و نابود کیا جا سکے (اخبار، ریاست دہلی اشاعت ۲۸ مئی ۱۹۵۵ء)

آگے چل کر ظفر اللہ خان قادیانی کی یہ شادی اس کی زندگی کے دلگداز لمحات بن کر ناکام ثابت ہوئی۔ بشریٰ اس کی بیٹی سے بھی عمر کے لحاظ سے کم عمر تھی۔ بشریٰ نے چودھری جی سے قطع تعلق کر لیا۔ اور لبنان کے ایک مصروف عیسائی شاعر مسٹر مچل نیمی (MICHAL NAIMY) کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئی۔ جو خلیل جبران کے پائے کا دانشور سمجھا جاتا تھا۔ بشریٰ نے اس کی سوانح حیات بھی قلمبند کی۔ آخر کار بشریٰ نے اپنے پرانے محبوب کے ساتھ شادی کر لی۔ اس نے اپنے محبوب کے ساتھ رجوع کر لیا لیکن ظفر اللہ قادیانی بشریٰ کے ساتھ ٹوٹ کر پیار کرتے تھے۔ بشریٰ کو طلاق دینے کے معاملات میں کوئی جذبات کارفرما نہیں تھے۔ بلکہ اس کاروائی کا تعلق فہم و ادراک سے تھا (ویکلی MAG کراچی مطابق ۱۲ تا ۱۸ ستمبر ۱۹۸۵ء)

مرزا محمود کی لندن کانفرنس

مرزا محمود قادیانی نے مغربی طاقتوں سے مکمل تعاون۔ قادیانی جماعت کو بلندیوں پر پہنچانے اور نئی قادیانی اسٹریجی تیار کرنے کے لئے زیورچ۔ ہیمبرگ اور لندن میں کئی ایک کانفرنسیں منعقد کیں۔ لندن کانفرنس میں قادیانی مشن کے اکابر شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں دنیائے عرب کی ان تحریکوں پر غور کیا گیا۔ جو اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے اور اسلامی اقدار کی احیاء ثانیہ کے لئے کام کر رہی تھیں۔ سر ظفر اللہ خان قادیانی لکھتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء کے دورے میں خلیفۃ المسیح الثانی (یعنی مرزا محمود قادیانی) نے یورپین قادیانی مشنریوں کا معائنہ کیا۔ اور یورپ کے مختلف ممالک میں کام کرنے والی قادیانی مشنریوں کو چیک کیا۔ ان کی سرگرمیوں اور کامرانیوں کا معائنہ کیا۔ انہیں ہدایات جاری کیں۔ اور مستقبل کی سرگرمیوں کے بارے میں اپنی ہدایات سے انہیں آراستہ و پیراستہ کیا (کتاب احمدیت از چودھری ظفر اللہ قادیانی صفحہ ۲۳۳)

شام، بیروت، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور لندن کے اس مبینہ دورے کے بعد مرزا محمود قادیانی ۲۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو "ربوہ" واپس پہنچ گئے۔

صیہونیت کے ساتھ قادیانیت کا تعاون

مشرق وسطیٰ کے بارے میں تیار کی گئی نئی اسٹریجی کے مطابق اسرائیل کے قادیانی مشن کا چارج سنبھالنے کے لئے خلیفہ ربوہ نے جلال الدین قمر قادیانی کو پاکستان سے اسرائیل روانہ کر دیا۔ اس سے قبل چودھری شریف قادیانی ۱۹۳۸ء سے اسرائیل میں کام کر رہے تھے۔ ۱۹۵۱ء میں شیخ نور احمد قادیانی اور رشید احمد قادیانی، قادیانیت کے فاسد مقاصد کو سرانجام دینے کے بعد پاکستان واپس آچکے تھے۔ اور یہ سب لوگ ربوہ میں قیام پذیر تھے۔ قادیانیت کے مبلغ متعینہ اسرائیل بھی ربوہ ہی میں رہتے تھے۔ (قادیان سے اسرائیل تک از ابو مدثرہ صفحہ ۲۰۶)

چودھری شریف قادیانی جب اسرائیل سے پاکستان کو روانہ ہو رہے تھے تو اسرائیلی وزیراعظم مسٹر بنزیوی (BENZEVI) نے ایک خاص پیغام کے ذریعہ انہیں ملاقات کے لئے کہا۔ وزیر اعظم موصوف صیہونیت اور قادیانیت کے مابین مفاہمت اور قریبی خفیہ تعلقات کے خواہشمند تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ صیہونیوں اور قادیانی غنڈوں کے مابین رشتہ قائم کر لیا جائے۔ ۲۸ نومبر ۱۹۵۵ء کو اسرائیلی وزیر اعظم نے شریف قادیانی کو شرف ملاقات بخشا مرزا محمود خلیفہ ربوہ نے جمعہ کے ایک خطبے میں بڑے فخریہ انداز میں قادیانیوں کو بتایا کہ اسرائیل وزیر اعظم احمدی یعنی قادیانی مشنری کو اپنے ملک میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ چودھری شریف قادیانی جب اسرائیلی سے پاکستان پہنچے تو ماہنامہ "الفرقان" ربوہ نے فلسطین میں تبلیغ اسلام کے عنوان سے ایک خصوصی نمبر شائع کیا۔ "الفرقان" کے مدیر اعلیٰ اللہ دتہ قادیانی لکھتے ہیں۔ "مولانا شریف (قادیانی) ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۵ء تک فلسطین میں قادیانی مشن کے انچارج رہے۔ حال ہی میں اپنے اہل و عیال سمیت پاکستان آئے ہیں۔ ان کی جگہ جلال الدین قمر قادیانی کو فلسطین کے لئے قادیانی مشن کا انچارج مقرر کیا گیا ہے (ماہنامہ الفرقان ربوہ فروری ۱۹۵۶ء) اپنی موعودہ سرزمین پر جنگجو صیہونی تنظیمیں مسیحی اقلیت کی کارگزاریوں پر ہمیشہ اپنے تند و تیز رد عمل کا اظہار کرتی رہی ہیں۔ یسوع مسیح کے پیغام کو یہودی نظریہ پر قائم حکومت کے اندر صیہونی کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اسرائیل کے مسیحی مشن نے اپنی کارگزاری کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا۔ مسیحی مشنریوں کے کام میں جنگجو صیہونیوں نے ہمیشہ رکاوٹ ڈالی اور ہیجان انگیز حد تک برا محسوس کرتے تھے۔ مسیحی مشنریوں کے گھروں پر حملے کئے گئے۔ بائبل کے "عہد نامہ جدید" کو برباد کر دینے کے لئے دکانوں کو نذر آتش کرنیکی کی جدوجہد کی گئی (روزنامہ مارننگ نیوز اشاعت ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء) لیکن احمدیہ (قادیانی) مشن کو یہودیوں نے کبھی نہیں چھیڑا۔ جبکہ وہ اسرائیل میں "اسلام" کی تبلیغ کرنے کے دعویدار ہیں۔ یہودیوں اور قادیانیوں کے اسرائیل میں باہمی تعلقات کا خلاصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے مرزا مبارک احمد کی ایک تصنیف (OUR FOREIGN MISSIONS) کے اس خلاصے میں ملاحظہ ہو۔